گوشۂ ادب رثائی

مرثیہ در حال سفر امام حسینؑ (بند-۴۶)

مولانا سید صادق حسین عقیلؔ برادر حضرت ماہرؔ ابن زین العلماء سید علی حسین

(۱)

خط کوفیوں نے جب کہ لکھے قبلۂ دیں کو
تشویش ہوئی دوش پیمبرؐ کے مکیں کو
جز ترک وطن بن نہ پڑا گوشہ نشیں کو
مہلت نہ ملی مہر امامت کے نگیں کو
پیہم جو رقم خط کئے افواج ستم نے
تبدیل کیا عمرہ سے حج شاہؑ امم نے

(۲)

سامان مہیّا ہوا حضرت کے سفر کا
ہر سمت مدینے میں یہی غل ہوا برپا
لو سبط نبیؐ ترک وطن کرتے ہیں اپنا
گل ہوتی ہے شمع لحدِ فاطمہ زہراؑ
دیکھا ہے نکلتے ہوئے گرمی میں کسی کو
اللہ رکھے خیر سے فرزندِ نبیؐ کو

(۳)

اس دھوپ کی شدت میں تو چلتا نہیں کوئی
حیوان بھی ان روزوں نکلتا نہیں کوئی
مارا ہوا اس لوں کا سنبھلتا نہیں کوئی
پھل گرمی خورشید سے پھلتا نہیں کوئی
یہ آگ برستی ہے غضب چرخ کہن سے
اس فصل میں شبیرؑ نکلتے ہیں وطن سے

(۴)

مشہور ہوئی جب یہ خبر شہر میں گھر گھر
ابن حنفیہ نے کہا شہؑ سے یہ آکر
کیا عزم مع الخیر سفر کا ہے برادر
ہے قصد کدھر اے خلفِ ساقئ کوثر
اس دھوپ میں جانے کا جو سامان کیا ہے
کیا امر مہم آپ کو درپیش ہوا ہے

(۵)

گر آپ کے نزدیک مناسب ہو یہ شوریٰ
ٹھہرایئے اب اور کسی فصل میں جانا
ہے موسم گرما، نہ کہیں جایئے مولا
اُٹھے گی بھلا آپ سے اس دھوپ کی ایذا
چلنے کی پیادہ نہیں اک گام کی عادت
بچپن سے رہی راحت و آرام کی عادت

(۶)

فرمایا کہ افلاک کی گردش پہ کرو غور
رہتا نہیں احوال کسی کا کبھی اک طور
کچھ صبح کو رنگ اور ہے اور شام کو کچھ اور
تاخیر نہیں ہوتی بدل جاتا ہے فی الفور
جب پڑتی ہے آفت تو مصیبت نہیں سہتے
جو نازوں سے پلتے ہیں اذیت نہیں سہتے

(۷)

یہ سچ کہا ہاں گرمی خورشید سوا ہے
اب گھر سے نکلنے کا نہیں وقت رہا ہے
جلتی ہے زمیں، چلتی ہے لو، گرم ہوا ہے
پر کیا کروں لاچار ہوں اب بس مرا کیا ہے
ظاہر ہے حسد کوفیوں کا شاہ زمنؑ سے
اس فصل میں خط لکھ کے بلایا ہے وطن سے

(۸)

دیکھی ہے بھلا اس سے کہیں بڑھ کے عداوت
دیتے نہیں گھر میں مجھے رہنے کی اجازت
کیا گردش قسمت ہے کہ ملتی نہیں راحت
اب اہل حرم ہیں مرے اور وادئ غربت
اللہ کرے خیر یہ تشویش کی جا ہے
بچے مرے ہمراہ ہیں اور گرم ہوا ہے

(۹)

کوفے کا سنا نام تو بہنے لگے آنسو
کی عرض کہ اے سبط نبیؐ سیدِ خوش خو
رہنے جو نہیں دیتے وطن میں یہ جفا جو
اور ترک سفر میں نہیں کچھ آپ کا قابو
پھر جایئے ضد اُن کو دلانا نہیں اچھا
سرحد میں مگر کوفے کی جانا نہیں اچھا

(۱۰)

مکے میں رہیں آپ جو اے سبط پیمبرؐ
ہے رائے مناسب نہیں اِس سے کوئی بہتر
ہوگی وہ زمیں آپ کے قدموں سے منور
دیں گے نہ وہاں آپ کو ایذا یہ ستمگر
پھر تو نہ قلق دھوپ کے سادات سہیں گے
راحت سے تمام اہل حرم ساتھ رہیں گے

(۱۱)

شہؑ نے کہا ہوتا نہ کبھی یاں سے روانا
پر کیا کروں تقدیر میں ہے رنج اُٹھانا
برگشتہ ہے صد حیف عبث مجھ سے زمانا
جاؤں میں کہاں اب نہیں دنیا میں ٹھکانا
دیکھا جسے وہ سر کا خریدار ہے بھائی
اک ایک برادر پئے آزار ہے بھائی

(۱۲)

ایسے تو کسی کو بھی اذیت نہیں ملتی
دشمن ہے زمانہ مجھے راحت نہیں ملتی
اللہ کی طاعت کی اجازت نہیں ملتی
چاہا تھا کہ حج کر لوں پہ مہلت نہیں ملتی
اے بھائی جو قابو مرا اس بات میں چلتا
بے حج کئے میں خانۂ کعبہ سے نکلتا؟

(۱۳)

پھر بولے محمد کہ ہو تم عالم و دانا
برگشتہ ہے اولاد پیمبرؐ سے زمانا
بہتر ہے کہ ہوں سوئے یمن آپ روانا
جز واں کے کہیں اور مناسب نہیں جانا
ان سب کو محبت ہے جگر بند علیؑ سے
وہ خُلق سے پیش آئیں گے فرزند علیؑ سے

(۱۴)

قسمت سے اگر واں بھی کچھ آرام نہ پاؤ
رہنے سے ہر اک شہر کے پھر ہاتھ اٹھاؤ
اور اہل حرم ساتھ لو جنگل کو بساؤ
پر کوفیوں کے شہر میں لِلّٰہ نہ جاؤ
گمراہ ہیں یہ، خوف نہیں ان کو کسی سے
ایسا نہ ہو پھر جائیں حسین ابن علیؑ سے

(۱۵)

شہؑ بولے جو جنگل میں نکل جاؤں گا تو کیا
رہنا کہیں گوشے میں جو ٹھہراؤں گا تو کیا
کچھ روز جو آرام وہاں پاؤں گا تو کیا
تا زندگی گر پھر کے نہ یاں آؤں گا تو کیا
واں رہنے سے تقدیر بدل جائے گی بھائی
کیا میری اجل آن کے ٹل جائے گی بھائی

(۱۶)

سب ایک ہے رہنا مرا یاں ہو کہ وہاں ہو
آئے گی اجل طفل ہو یا پیر و جواں ہو
حافظ ہے خدا ہر گھڑی بندے کا جہاں ہو
یہ علم کسے ہے کہ قضا اپنی کہاں ہو
جاؤں گا جدھر موت ادھر آ کے ملے گی
یہ خاک جہاں کی ہے وہاں جا کے ملے گی

(۱۷)

عباسؑ سے فرمایا کہ اے جان برادر
اب دیر سواری میں نہیں چاہیے دم بھر
اسباب سفر بار کرو اونٹوں کے اوپر
ڈیوڑھی پہ کہو جلد یہ فضہؑ کو بلاکر
تو جا کے یہ کہہ دے حرم شاہ زمنؑ سے
اسوار ہو شبیرؑ بھی جاتے ہیں وطن سے

(۱۸)

عباسؑ نے سر کو پئے تسلیم جھکایا
اور ڈیوڑھی پہ آیا اسد اللہ کا جایا
رو کر حرمِ شاہؑ زمن سے یہ سنایا
لو حشر ہوا وقت قیامت کا اب آیا
گھر ہوتا ہے برباد کسی کو یہ خبر ہے
اس دھوپ میں فرزند پیمبرؐ کا سفر ہے

(۱۹)

یہ سن کے ہوا گھر میں عجب تہلکہ برپا
ایک ایک نے اسباب سفر کا کیا اک جا
فضہؑ نے قریب آن کے دروازے پہ رکھا
لے لے کے علمدار (نے) خداموں کو سونپا
اسباب تھا یوں خانۂ سرورؑ سے نکلتا
جس طرح جنازہ ہو کسی گھر سے نکلتا

(۲۰)

باہر جو دیا فضہؑ نے گہوارۂ بے شیر
صغریٰؑ نے یہ کی دیکھتے ہی یاس سے تقریر
قسمت جو بگڑتی ہے تو بنتی نہیں تدبیر
کیوں چرخ کہن ہے یہ عجب گردش تقدیر
سن چھوٹا ہے آرام سے پلنے کے یہ دن ہیں
اس دھوپ میں یا گھر سے نکلنے کے یہ دن ہیں

(۲۱)

یہ پھول سا رخ دھوپ میں جلنے کے ہے قابل
یا ہائے یہ سن پھولنے پھلنے کے ہے قابل
گھر سے ابھی باہر یہ نکلنے کے ہے قابل
یہ گھٹنیوں تک بھی نہیں چلنے کے ہے قابل
گھبراتا ہے گرمی جو ذرا پڑتی ہے گھر میں
برداشت اسے دھوپ کی آئے گی سفر میں

(۲۲)

اتنے میں ہوئے داخل خانہ شہؑ مضطر
دیکھا کہ تڑپتے ہیں حرم خاک کے اوپر
ایک ایک یہ کہتی ہے کہ اے خالق اکبر
موقوف ابھی ہو سفر سبط پیمبرؐ
ہم بے کسوں کے وارث و والی ہیں تو یہ ہیں
اک پنجتنؑ پاک میں باقی ہیں تو یہ ہیں

(۲۳)

ہر ایک کو سمجھاتے تھے یہ خسروِ دوراں
بے فائدہ کیوں بال کئے سر کے پریشاں
صابر رہو کس واسطے ہو مضطر و حیراں
جو گھر میں ہے حافظ وہی رستے میں نگہباں
ناحق کا تردد ہے عبث نوحہ گری ہے
حافظ مرا ہر وقت جناب احدی ہے

(۲۴)

بس صبر کرو صبر کرو جلد ہو اسوار
حاضر ہوئے سب اہل وطن آن کے اک بار
رخصت ہوئے ان سے حرمِ احمد مختارؐ
آثار قیامت ہوئے ہر سمت نمودار
دل ٹکڑے تھا اک ایک کا اس رنج و الم سے
اسوار ہوئے اہل حرم جاہ و حشم سے

(۲۵)

پھر گھوڑے پہ اسوار ہوئے سید والا
ہاتھوں کو اٹھا کر یہ ندا کی سوئے کعبہ
آگاہ ہے اس امر سے اے خالق یکتا
بیکس کو ترے گھر میں بھی رہنا نہیں ملتا
صد حیف کہ اب حج کو میں عمرے سے بدل کے
مجبوری سے جاتا ہوں ترے گھر سے نکل کے

(۲۶)

بچے مرے کمسن ہیں تو ہے عالم ودانا
لو چلتی ہے کس قہر کی اور دور ہے جانا
دشوار ہے اک گام قدم آگے اُٹھانا
رستے بھی خطرناک ہیں دشمن ہے زمانہ
پر فضل ترا چاہئے کیا خوف کی جا ہے
حلال مہمات ہے تو عقدہ کشا ہے

(۲۷)

رہوار کو یہ کہہ کے جو حضرت نے بڑھایا
سر آن کے قدموں پہ محمد نے جھکایا
اور جوڑ کے ہاتھوں کو یہ رو رو کے سنایا
تعجیل سفر کا مجھے باعث نہ بتایا
کل تک تو میں سمجھا تھا یہی طرز بیاں سے
تشریف نہ لے جایئے گا آپ یہاں سے

(۲۸)

رونے لگے لپٹا کے گلے سے اُنہیں سرورؑ
فرمایا کہ جانے کا نہ تھا قصد برادر
پر رات کو میں سو جو گیا بیکس و مضطر
عرصہ نہ ہوا تھا کہ نظر آئے پیمبرؐ
آنکھوں سے رواں موتیوں کی صاف لڑی تھی
اور گیسوئے مشکیں پہ بہت گرد پڑی تھی

(۲۹)

اس حال سے نانا کی نظر آئی جو صورت
کی عرض یہ کیا حال ہے فرمایئے حضرت
میں تو ہوں زمانے میں گرفتار مصیبت
پر خیر تو ہے آپ کی کیوں غیر ہے حالت
فرمایا کہ اولاد پہ میری یہ ستم ہو
تم جاتے ہو گھر سے مجھے کیوں کر نہ الم ہو

(۳۰)

ہیں خاک میں آلودہ جو رخسار پیمبرؐ
آیا ہوں لحد تیری ابھی رن میں بنا کر
اب جلد وہاں جاؤ کہ عرصہ نہیں بہتر
اللہ نے سب کام سنوارے ترے دلبر
ہے شکر کی جا مرتبہ کیا کیا دیا تم کو
اللہ نے مختارِ شفاعت کیا تم کو

(۳۱)

یہ سنتے ہی ابن حنفیہ ہوئے گویا
اے سبطِ نبیؐ جانِ علیؑ دلبر زہراؑ
گر روز ازل سے یہی قسمت میں ہے لکھا
پھر شوق سے کوفے کو ہو یثرب سے روانا
مکار ہیں کچھ خوف نہیں اہلِ ستم کو
ہمراہ نہ لے جاؤ مدینہ سے حرم کو

(۳۲)

جینے کا بھروسا نہیں انسان کو دم بھر
معلوم نہیں حال مقدر کا برادر
ہیں صاحبِ توقیر بہت آل پیمبرؐ
ایسا نہ ہو بے پردہ کریں ان کو ستمگر
کینہ ہے اُنہیں سبط رسول عربیؐ سے
کچھ بے ادبی وہ نہ کریں آلِ نبیؐ سے

(۳۳)

بے پردگیٔ آل نبیؐ کا جو سنا نام
بے ساختہ تھرانے لگے شاہؑ کے اندام
بیتاب جگر ہو گیا جاتا رہا آرام
دل تھام کے رونے لگے شبیرؑ خوش انجام
فرمایا کہ یہ رنج حرم پائیں گے ہے ہے
بازار میں سر کھولے ہوئے جائیں گے ہے ہے

(۳۴)

یہ کہہ کے مدینے سے چلے شاہؑ خوش اوقات
لکھا ہے زرارہ سے ہوئی شہؑ سے ملاقات
کی عرض یہ حضرت سے کہ اے قبلۂ حاجات
اس دھوپ میں ہے قصد کدھر آپ کا ہیہات
دشمن ہے جہاں لختِ دلِ شاہؑ نجف کا
کیا عزم مع الخیر ہے کوفے کی طرف کا

(۳۵)

تقدیر مجھے آج ہے اس شہر سے لائی
ہے کوفے کے اطراف میں لشکر کی چڑھائی
ہر سمت نظر آتا ہے سامانِ لڑائی
جز تیغ و تبر کچھ نہیں دیتا ہے دکھائی
اب جانا اُدھر مصلحت وقت نہیں ہے
ایک ایک وہاں تشنۂ خونِ شہؑ دیں ہے

(۳۶)

کہتے تھے اگر سبط نبیؐ آئے ادھر کو
بس ہم نے اسی قصد پہ باندھا ہے کمر کو
بے جان کریں گے یہاں زہراؑ کے پسر کو
کر دیویں گے برباد ید اللہ کے گھر کو
بند آب و غذا کر کے اُنہیں قتل کریں گے
اک آن کی مہلت بھی نہ شبیرؑ کو دیں گے

(۳۷)

فرمایا یہ حضرت نے کہ ہاں میں بھی ہوں آگاہ
کچھ فرق نہیں راست ہے جو کہتے ہو واللہ
ہیں سر کے خریدار مرے ظالم گمراہ
بلوا کے عبث گھر سے ستائیں گے مجھے آہ
اب مجھ کو بھی منظور رہ حق میں یہی ہے
سر کاٹ لیں موجود حسینؑ ابن علیؑ ہے

(۳۸)

رہوار کو یہ کہہ کے شہؑ دیں نے بڑھایا
اُس دھوپ میں تھا قافلہ حضرت کا روانہ
اِک دشت (میں) پہنچے جو شہؑ یثرب و بطحا
گرمی سے وہاں کی ہوئی تکلیف زیادہ
اس دشت میں کوسوں کہیں پانی نہ شجر تھا
منزل تھی کڑی اور بہت خوف و خطر تھا

(۳۹)

کیا گردش افلاک ہے افسوس کی ہے جا
گرمی میں جسے گھر سے نکلنے دیں نہ زہراؑ
وہ نکلے تو اُس فصل میں واحسرت و دردا
جن روزوں میں گھر سے کوئی باہر نہیں جاتا

....

....

(۴۰)

صحرا وہ خطرناک کہ دل دیکھ کے گھبرائے
کوسوں نہ جہاں سایہ درختوں کا نظر آئے
انسان تو کیا جن نہ کبھی خوف سے واں جائے
پر حیف (وہی) دشت ہو اور آل نبیؐ ہائے
گھبراتے تھے دل سینوں میں اور روتے تھے بچے
ہر ایک قدم دھوپ سے غش ہوتے تھے بچے

(۴۱)

گھبرا کے یہ بانو نے کہا اے شہؑ والا
اب حال بہت غیر ہے بے شیر کا آقا
اس سن کو ذرا دیکھئے اور دھوپ کی ایذا
گرمی کے سبب جلتا ہے ننھا سا کلیجہ
گل رو مرا مرجھا گیا جھونکوں سے ہوا کے
اے دادرس خلق مدد کیجئے آ کے

(۴۲)

لب سوکھ گئے ہائے میں تدبیر کروں کیا
راحت یہ ذرا پائے میں تدبیر کروں کیا
کیوں کر اسے چین آئے میں تدبیر کروں کیا
گرمی سے نہ مر جائے میں تدبیر کروں کیا
(گل) کی طرح بچے کا نہ کیوں رنگ بدل جائے
محمل میں وہ گرمی ہے کہ دم میرا نکل جائے

(۴۳)

تالو سے زباں لگ گئی تپتا ہے یہ رن آہ
مرجھا گیا اس دھوپ سے یہ غنچہ دہن آہ
گرمی کے سبب آگ سا جلتا ہے بدن آہ
تدبیر کروں کون سی اے شاہؑ زمن آہ
اے نوح غریباں مجھے آفت سے نکالو
بے شیر کی اب جان نکلتی ہے بچا لو

(۴۴)

چلاتی تھی اک سمت شہؑ دیں کو سکینہؑ
لِلّٰہ مدد کیجئے اے شاہؑ مدینہ
اِس دھوپ سے اب میرا ابھی دشوار ہے جینا
گرمی یہ غضب ہے کہ جلا جاتا ہے سینہ
کس قہر کی لوں چلتی ہے اور گرم زمیں ہے
اس دھوپ کی برداشت سکینہؑ کو نہیں ہے

(۴۵)

اے شاہ شہیداںؑ مری امداد کو آؤ
اب جان نکلتی ہے اس آفت سے بچاؤ
ہے دھوپ کی شدت مجھے دامن میں چھپاؤ
لے جا کے کہیں سائے میں ایک آن بٹھاؤ
آرام نہ گرمی میں ذرا پاؤں گی بابا
پہنچا دو وطن میں نہیں مرجاؤں گی بابا

(۴۶)

خاموش عقیلؔ اب کہ نہیں طاقت تحریر
بس رو کے یہ کر عرض کہ یاحضرت شبیرؑ
صدقہ علی اکبرؑ کا نہ فرمایئے تاخیر
امداد کرو جلد بہت حال ہے تغیّر
کفار کے ہاتھوں سے اماں دیجئے مولا
اب شاہ کو پھر ملک عطا کیجئے مولا